اغثنی یا رسول اللہ علیک الصلوٰۃ والسلام

النظامیہ

لاہور
شیخوپورہ

علمی ادبی اور تحقیقی مجلّہ

نومبر 2023

بفیضانِ نظر

محسنِ اہلسنّت، شیخ العلماء، استاذ الاساتذہ
مفتی اعظم پاکستان
علامہ مفتی محمد عبد القیوم قادری رضوی ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ
بانی جامعہ نظامیہ رضویہ

مدیر اعلیٰ

شیخ الحدیث
ڈاکٹر فضل حنان سعیدی

مدیران

مولانا محمد فاروق شریف رضوی
0312-7245738
مولانا شکور احمد ضیا سیالوی
0300-5090565

زیرِ سرپرستی
صاحبزادہ جانشینِ مفتی اعظم پاکستان علامہ
محمد عبد المصطفیٰ ہزاروی
ناظمِ اعلیٰ
جامعہ نظامیہ رضویہ

زیرِ قیادت
شیخ الحدیث والتفسیر استاذ الاساتذہ
سند المدرسین
حافظ محمد عبد الستار سعیدی
ناظمِ تعلیمات
جامعہ نظامیہ رضویہ

مجلسِ ادارت

مولانا محمد ظہیر بٹ فریدی
مولانا قاری احمد رضا سیالوی
مولانا محمد عمران الحسن فاروقی

مجلسِ مشاورت

صاحبزادہ مولانا نصیر احمد ہزاروی
صاحبزادہ مولانا غلام مرتضیٰ ہزاروی

ڈیزائننگ
محمد مولانا طارق عزیز سعیدی
کمپوزنگ: مولانا سمیع اللہ سیالوی
اویس فاروقی ثاقبی، فراز رسول مرتضائی
سرکولیشن ٹیم
فرزاہد رضا، فرقان الحق، فہیم
عمران، معین سیفی

رابطہ کے لیے
مرکزی دفتر
مجلس علماء نظامیہ پاکستان
جامعہ نظامیہ رضویہ
اندرون لوہاری دروازہ لاہور

ممبر شپ فیس
پاکستان سالانہ بذریعہ
عام ڈاک 600 روپے
رجسٹرڈ ڈاک 1000 روپے
شمارہ نیٹ ریٹ 30 روپے

اس دائرے میں (سرخ نشان) اس بات کی علامت ہے کہ آپ کا زرِ سالانہ ختم ہو چکا ہے

نوٹ: ادارہ "مجلّہ النظامیہ" کا مضمون نگار کی رائے سے متفق ہونا ضروری نہیں۔

ناشر
مجلسِ علماءِ نظامیہ پاکستان

0315-7374429 042-37374429 EMAIL: alnizamia7374429@gmail.com

فہرست

اداریہ...حرفِ دل

مدیرِ اعلیٰ: شیخ الحدیث ڈاکٹر فضل حنان سعیدی

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لیے

سرزمینِ مقدس فلسطین، بالخصوص بیت المقدس کو دیگر کئی انبیائے کرام عَلَيْهِمُ الصَّلَوَاتُ وَالتَّسْلِيْمَات کے ساتھ ساتھ سیدِ عالم ﷺ کے ساتھ بھی نسبت حاصل ہے۔ اِسی سرزمین پر قبلۂ اول مسجدِ اقصیٰ بھی موجود ہے۔

دورِ فاروقی میں بیت المقدس کی فتح کے بعد یہاں تقریباً پانچ سو سال تک اسلامی حکومت قائم رہی، پہلی صلیبی جنگ کے نتیجے میں 1099ء کو عیسائیوں نے بیت المقدس پر قبضہ کرلیا، پھر ۵۸۳ھ / 1187ء میں سلطان صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ علیہ نے بیت المقدس کو فتح کر کے دوبارہ اسلامی حکومت قائم کی۔ اِس کے بعد 761 سال تک یہاں اسلامی حکومت قائم رہی۔ نومبر 1947ء کو اقوامِ متحدہ نے امریکہ اور برطانیہ کی آشیر پر فلسطین کے 56 فیصد رقبہ پر نئی یہودی ریاست قائم کرنے کی ظالمانہ قرارداد منظور کی، چنانچہ 14 مئی 1948ء کو شیطانی ریاست اسرائیل کے قیام کا اعلان کیا گیا۔

1948ء سے اب تک امریکہ کی پشت پناہی میں اسرائیل کی مسلمانوں سے بے شمار لڑائیاں ہو چکی ہیں، فلسطینی علاقوں پر ناجائز قبضہ کر کے وہاں نئی یہودی بستیاں آباد کرنے کا سلسلہ بھی جاری ہے، دراصل یہودیوں کا خواب گریٹر اسرائیل / عظیم اسرائیل ہے، جس کے نقشے میں مدینہ منورہ بھی شامل ہے۔

اسرائیلی خطرناک عزائم کے سامنے اِس وقت سب سے بڑی رکاوٹ فلسطین کی اسلامی تنظیم ''حماس'' ہے۔ 07 اکتوبر، 2023ء کو حماس کے القسام بریگیڈ نے اسرائیل کے خلاف ایک آپریشن شروع کیا، جسے ''طوفان الاقصیٰ آپریشن'' کا نام دیا گیا، اِس آپریشن میں اسرائیل کو گزشتہ پچاس سال کے دوران ہونے والی کارروائیوں میں سب سے زیادہ نقصان پہنچا اور حماس کے مجاہدین کی فنی مہارت و دلیری پر اسرائیلی فوج سمیت پوری دُنیا حیران ہے۔

طوفان الاقصیٰ آپریشن کے لیے 07 اکتوبر کا انتخاب اِس لیے بھی کیا گیا کہ 06 اکتوبر، 1973ء کو مصری صدر انور سادات اور اُس کی اتحادی افواج نے اسرائیل پر حملہ کر کے اُسے سخت نقصان پہنچایا تھا، حتّٰی کہ اُس وقت امریکی وزیر اسرائیل کو بچانے کے لیے عرب سربراہوں کی منتیں کرتے رہے تھے، اُسی جنگِ یومِ کپور کے پچاس سال پورے ہونے کے اگلے ہی دن حماس نے اسرائیل کو ایک اور سرپرائز دیا۔

آپریشن کے بعد اسرائیلی فوج نے غزہ کا نہ صرف محاصرہ کر کے وہاں بجلی، خوراک اور دیگر بنیادی ضروریاتِ زندگی کی رسائی کو معطل کر دیا، بلکہ عالمی قوانین کی دھجیاں اُڑاتے ہوئے بلا تفریق غزہ کے بے گناہ شہریوں پر بمباری کا سلسلہ شروع کیا، ممنوعہ ہتھیار استعمال کیے، مذہبی مقامات اور ہسپتال کو بھی نشانہ بنایا، جس کے نتیجے میں تادمِ تحریر بچوں اور خواتین سمیت سات ہزار کے قریب افراد شہید اور 17000 زخمی ہو چکے ہیں، جب کہ غزہ کی تیس فیصد عمارات ملبے کا ڈھیر بن چکی ہیں۔

اِن تمام اسرائیلی مظالم کے باوجود امریکی صدر نے نہ صرف حسبِ عادتِ بد

اسرائیل سے اِظہارِ حمایت کے لیے تل ابیب کا دورہ کیا اور اقوامِ متحدہ میں جنگ بندی کی قرارداد کو ویٹو کیا، بلکہ امریکی اسلحہ سے بھرا جہاز بھی اسرائیل پہنچا اور جو بائیڈن نے کہا کہ کسی کو اسرائیل پر حملے کا سوچنا بھی نہیں چاہیے۔ امریکہ کے ہاتھ پہلے ہی لاتعداد مسلمانوں کے ناحق خون سے رنگین ہیں، حالیہ روش نے اُسے مسلمانوں کے خون سے مزید لت پت کر دیا ہے۔

اِس صورتِ حال میں مسلم حکمرانوں پر لازم ہے کہ کھل کر فلسطین کی حمایت کریں اور اگر مسجدِ اقصٰی کا تقدّس بحال کرنے اور اسرائیل کے ظالمانہ منصوبوں اور اقدامات کا راستہ روکنے کے لیے طاقت کا استعمال ناگزیر ہو تو اِس سے بھی گریز نہ کریں۔ کفار کے زیرِ قبضہ علاقوں میں ظلم و ستم سہنے والے کمزور مسلمانوں سے متعلق ربِّ ذوالجلال جلّ مجدہٗ نے ارشاد فرمایا: اور (اے مسلمانو!) تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم اللہ کی راہ میں جہاد نہیں کرتے، حالانکہ کمزور مرد، عورتیں اور بچے (ظلم سے تنگ آکر) یہ دُعا کر رہے ہیں: اے ہمارے رب! ہمیں اس شہر سے نکال لے جس کے رہنے والے ظالم ہیں اور ہمارے لیے اپنی بارگاہ سے کوئی حمایتی بنا دے اور کسی کو اپنے پاس سے ہمارا مددگار بنا دے۔"[1] آیتِ کریمہ کی تفسیر کرتے ہوئے مفسرین نے لکھا: جس خطۂ زمین میں مسلمانوں پر کفار مظالم توڑ رہے ہوں تو دوسرے مسلمانوں پر فرض ہے کہ وہ اِن کو نجات دلائیں۔

---

[1] النساء4:75

اِس کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کو یہودیوں اور اُن کی مصنوعات کا مکمل بائیکاٹ کرنا چاہیے۔ 1973ء میں جب اسرائیلی فوج کے ساتھ جنگِ کپور ہوئی تو اسرائیل کی بے جا حمایت پر عرب ممالک نے امریکہ اور اتحادیوں کو تیل کی فراہمی بند کر دی تھی، چنانچہ امریکی وزیر منتیں کرنے کے لیے عرب کے دورے کرتے پھرتے تھے، آج بھی ایسا ممکن ہے۔ ارشادِ ربّانی ہے: **وَلْيَجِدُوا فِيكُمْ غِلْظَةً**... اور ضروری ہے کہ کافر تم میں سختی محسوس کریں۔[1] یعنی جب دینی غیرت ظاہر کرنے کا موقع آئے تو کافر محسوس کریں کہ تم دین کے بارے میں اپنے موقف پر مضبوطی سے قائم ہو اور کوئی نرم رویہ نہیں رکھتے۔

اپنے اپنے مفادات کا تحفّظ کرتے ہوئے اُمّت کے مسائل سے بے اعتنائی برتنے والوں کے بارے میں اقبال علیہ الرحمہ نے فرمایا تھا:

اپنی مِلّت پر قیاس اقوامِ مغرب سے نہ کر
خاص ہے ترکیب میں قومِ رسولِ ہاشمی

اُن کی جمعیّت کا ہے مُلک و نَسَب پر انحصار
قوّتِ مذہب سے مُستَحکَم ہے جمعیّت تری

دامنِ دیں ہاتھ سے چھُوٹا تو جمعیت کہاں
اور جمعیت ہوئی رُخصت تو ملت بھی گئی

---

[1] التوبۃ9:123

ظالم کے پنجہ میں مسلمان کو بے یار و مدد گار چھوڑنے پر حدیثِ مبارک میں سخت وعید ارشاد فرمائی گئی ہے، فرمانِ نبوی ہے: ''جو شخص (طاقت و قدرت کے باوجود) کسی مسلمان کو ایسی جگہ بے یار و مدد گار چھوڑے جہاں اُس کی بے عزتی کی جارہی ہو اور اُس کی آبرو کو پامال کیا جارہا ہو (اُسے ظالم سے نہ بچائے اور اُس کی مدد نہ کرے) تو اللہ تعالیٰ اِسے (دُنیا و آخرت میں) ایسی جگہ ذلیل فرمائے گا جہاں یہ اپنی مدد چاہتا ہو گا۔''[1]

اقبال علیہ الرحمہ نے خوب کہا:

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لیے
نیل کے ساحل سے لے تا بخاکِ کاشغر

سانحہ مستونگ اور حکومت کی مجرمانہ غفلت

امسال عید میلاد النبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے موقع پر بلوچستان کے شہر مَستُونگ میں سالانہ جلوسِ میلاد کے دوران خود کش دھماکا ہوا، جس میں تقریباً 75 افراد شہید اور سینکڑوں زخمی ہوئے۔ شہدا میں جامعہ نظامیہ رضویہ کے فاضل مولانا مفتی سعید احمد حبیبی سمیت متعدد علماءِ اہلِ سنت اور حفّاظِ کرام شامل ہیں، رحمہم اللہ تعالٰی رحمۃ واسعۃ۔ ایسے بھی گھر ہیں جن سے کئی جنازے اُٹھے اور سات بہنوں کا اِکلوتا بھائی بھی شہید ہوا۔

اِس سانحہ سے متعلق مقامی انتظامیہ نے مجرمانہ غفلت و نااہلی کا مظاہرہ کیا، جلوس کو خاطر خواہ سکیورٹی فراہم کی گئی، نہ زخمی حضرات کے علاج معالجہ کے لیے مناسب سہولیات فراہم کی گئیں، حتّٰی کہ کئی زخمیوں کے لواحقین نے اپنی مدد آپ کے

---

[1] سنن ابو داود، حدیث:4884

تحت اُن کی مرہم پٹی کی۔ نیز بلوچستان کی معاشی پسماندگی کے باوجود شہدا کے اہلِ خانہ کو برائے نام مالی امداد دی گئی۔

پاکستان کی انتظامیہ، افواج اور دیگر تمام ادارے جانتے ہیں کہ اِس وطن کو بنانے میں علماء ومشائخ اہلِ سنت کا بھرپور کردار تھا اور اہلِ سنت نے ہمیشہ اِس وطن سے محبت اور وفا کا پیغام دیا ہے۔ دیگر صوبوں کی طرح بلوچستان میں اہلِ سنت وجماعت کی اکثریت ہے، مگر ایک عرصہ سے وہاں علمائے اہلِ سنت کو ٹارگٹ کر کے شہید کیا جارہا ہے۔ 2006ء میں جید سنّی عالمِ دین مولانا افتخار احمد حبیبی علیہ الرحمہ کو ٹارگٹ کیا گیا اور حالیہ سانحۂ مستونگ میں کئی علما شہید ہوئے، مگر تا حال اداروں کی طرف سے نہ تو کبھی مجرموں کا تعیّن کیا گیا ہے اور نہ ہی ایسی کارروائیوں کے سدِّباب کے لیے کوئی خاطر خواہ قدم اُٹھایا گیا ہے۔

ہم مولانا مفتی سعید احمد حبیبی سمیت تمام شہدا علیہم الرحمہ کے اہلِ خانہ سے اظہارِ تعزیت کرتے ہوئے حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ فرقہ واریت کو ہوا دینے والے اور طاقت کے ذریعے اپنا موقف ومسلک مسلط کرنے کی کوشش کرنے والے ملک دشمنوں کو لگام ڈالی جائے اور پُرامن اہلِ سنت کے تحفّظ کے لیے خاطر خواہ اقدامات کیے جائیں؛ تاکہ ملک میں خانہ جنگی کی کوشش کرنے والے عناصر اپنے مذموم ارادوں میں ناکام ہوں۔

درسِ قرآن......

فضائے بدر پیدا کر

تحریر: مولانا محمد انوار الرسول مرتضائی، سینئر نائب صدر مجلس علماءِ نظامیہ

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا زَحْفًا فَلَا تُوَلُّوْهُمُ الْاَدْبَارَ۔ (1)

اے ایمان والو! جب تم مقابلہ کرو کافروں کے لشکرِ جرار سے تو ان کی طرف (اپنی) پیٹھیں مت پھیرنا۔

اس آیت میں لفظ زحفًا آیا ہے، اِس کا لغوی معنی ہے: بچے کا زمین پر گھسٹ گھسٹ کر چلنا اسی وجہ سے آہستہ آہستہ چلنے کو بھی زحف کہتے ہیں۔ (2) اِس لفظ کا اطلاق لشکرِ عظیم پر بھی ہوتا ہے؛ کیونکہ وہ کثرتِ تعداد کی وجہ سے آہستہ آہستہ ہی چل سکتا ہے صاحبِ قاموس نے فرمایا: الزحف الجَیشُ یزحفونَ إلی العدو۔

زیرِ مطالعہ آیتِ کریمہ میں مجاہدینِ اسلام کو حکم دیا گیا کہ جب تم دینِ حق کے دشمنوں سے نبرد آزما ہو تو دادِ شجاعت دو، پامردی اور بہادری سے ان کے سامنے ڈٹے رہو، اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت تمہارے ہم رکاب ہوگی، تمھیں اِس بات کی ہرگز اجازت نہیں کہ حق کے علم بردار ہو کر باطل کے پرستاروں کے سامنے نامردی اور

---

[1] الانفال، آیت: 15

[2] تفسیرِ قرطبی، زیر آیتِ ہذا، ج: 3، ص: 380

بزدلی کا مظاہرہ کرو اور میدانِ جہاد سے بھاگ کھڑے ہو۔ میدانِ جنگ سے فرار کو حضور اکرم ﷺ نے اکبر الکبائر (بڑے گناہوں سے بھی بڑا گناہ) قرار دیا ہے، لیکن یہ کبیرہ گناہ اس وقت تک ہے جب دشمنوں کی تعداد دو گنا سے زیادہ نہ ہو، اگر اس سے زیادہ ہو تو پھر بھی ثابت قدم رہنا اور صبر کا دامن مضبوطی سے پکڑے رکھنا ہی افضل ہے، جیسا کہ جنگِ موتہ میں لشکرِ اسلام کی تعداد صرف تین ہزار تھی اور ان کے مقابلے میں قیصر کے رومی لشکر کی تعداد دو لاکھ تھی، لیکن غلامانِ مصطفیٰ ﷺ نے اسلام کے پرچم کو سرنگوں نہ ہونے دیا۔ فاتحِ اندلس حضرت طارق بن زیاد صرف 1700 جاں بازوں کے ساتھ شاہِ اندلس "لڈریک" کے ستر ہزار شاہ سواروں سے جا ٹکرائے اور انہیں کچل دیا۔ اُنھوں نے کشتیاں جلاتے ہوئے یہ پُر کیف اشعار کہے:

رَكِبْنَا سَفِيْنًا بِالْمَجَازِ مُقَيَّرًا ... عَسٰى أَنْ يَكُوْنَ اللهُ مِنَّا قَدِ اشْتَرٰى

ہم سمندر عبور کرنے کے لیے کشتیوں پر سوار ہوئے.... یہ تمنا لیے ہوئے کہ شاید اللہ تعالیٰ ازراہِ احسان ہم سے خرید لے۔

نُفُوْسًا وَّأَمْوَالًا وَّأَهْلًا بِجَنَّةٍ ...إِذَا مَا اشْتَهَيْنَا الشَّيْءَ مِنْهَا تَيَسَّرَا

ہماری جانوں، ہمارے اموال اور اہل و عیال کو جنت کے بدلے... جہاں ہم جو چاہیں گے ہمیں میسر آجائے گا۔

وَلَسْنَا نُبَالِيْ كَيْفَ سَالَتْ نُفُوْسُنَا ...إِذَا نَحْنُ أَدْرَكْنَا الَّذِيْ كَانَ أَجْدَرَا

ہمیں اس بات کی قطعاً پروا نہیں کہ ہمارے خون کے دریا کیسے بہیں! اگر ہم اپنی منزل مقصود حاصل کرلیں۔[1]

---

[1] ضیاء القرآن، زیر آیتِ ہذا، ج:2، ص:135

آج ایک بار پھر سیدنا خالد بن ولید، حضرت طارق بن زیاد اور سلطان صلاح الدین ایوبی کے وارثوں کو "القدس" میں ایسا ہی معرکہ درپیش ہے اور اس مرتبہ پرچمِ اسلام "حماس" کے چند سو جاں بازوں کے ہاتھ میں ہے۔ دشمن سینکڑوں کے مقابلے میں لاکھوں کی تعداد میں ہے، جدید ترین مہیب جنگی مشینری سے لیس ہونے کے ساتھ ساتھ ذلیل، کمینہ، سازشی اور بزدل بھی ہے، جو نہ تو اخلاقیات کا عادی ہے اور نہ ہی کسی جنگی قاعدہ و قانون کو خاطر میں لاتا ہے۔ یہ قوم انبیاء و رسل علیہم السلام کی نافرمانی اور سرکشی کے سبب، جبّار و قہار پروردگار کی لعنت و پھٹکار کے زیرِ اثر صدیوں سے ملک بملک، دربدر ذلیل ورُسوا رہی ہے۔ اب اُنھیں ایک اسرائیل نامی ریاست امریکہ و برطانیہ جیسے عالمی غنڈوں کی ملی بھگت سے میسر آئی ہے، جو انبیا کی مقدس سرزمین اور اس کے اصل باسیوں (فلسطینیوں) سے ہتھیا کر بنائی گئی ہے۔ عالمی بدمعاش طاقتوں کی پُشت پناہی کے سبب اس کا ہاتھ روکنے والا کوئی نہیں، لیکن اس مرتبہ اُس کا پالا حماس کے سرفروشوں سے پڑا ہے، جنھوں نے ایک ہی حملے میں ناقابلِ تسخیر سمجھی جانے والی صیہونی ریاست کی بنیادیں ہلا کر رکھ دی ہیں۔

قومِ یہود... ذلّت ورسوائی کی تاریخ

بزدلی، سازش اور دھوکا دہی قومِ یہود کے اجزائے ترکیبی ہیں۔ تاریخ کے مطابق یہودیوں نے کسی جنگ میں بھی مخالف لشکر کو برابر کی ٹکر نہیں دی، بالخصوص عساکرِ اسلام کے سامنے کھڑے ہونے کی کبھی جرأت نہیں ہوئی۔

حضرت موسٰی علیہ السلام نے جب قوم عمالقہ کے ساتھ جہاد کا حکم دیا تو انہوں نے انکار کر دیا۔[1] نتیجۃً ارضِ مقدس ان پر حرام کر دی گئی اور یہ میدانِ "تیہ" میں بطور سزا چالیس سال تک بھٹکتے رہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کے بعد ان کی بداعمالیوں اور سازشوں سے تنگ آکر بخت نصر بادشاہ نے ان کو تہِ تیغ کیا اور باقیوں کو فلسطین سے نکال دیا۔

جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ شریف تشریف لائے تو یہاں یہود کے تین قبائل: بنو قینقاع، بنو نضیر اور بنو قریظہ قدیم دَور سے آباد تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے ایک معاہدہ کیا جو میثاقِ مدینہ کے نام سے مشہور ہے۔ بعد ازاں انہوں نے عہد شکنی کی جس کے سبب جنگِ بدر کے بعد بنو قینقاع، جنگِ احد کے بعد بنو نضیر اور جنگ خندق کے بعد بنو قریظہ کو مدینہ شریف سے بغیر کسی بڑی جنگی مزاحمت کے نکال دیا گیا۔ 7ھ میں یہود کے گڑھ خیبر کو بھی فتح کر لیا گیا، یہاں کچھ مزاحمت ہوئی، 15 صحابہ شہید اور 93 یہودی قتل ہوئے۔ پھر کچھ ہی عرصہ میں جزیرۃ العرب کو یہودیوں کے ناپاک وجود سے پاک کر دیا گیا۔ ازاں بعد یہودی دنیا بھر میں تتر بتر ہو گئے، جس ملک یا خطے میں جاتے اپنی ازلی سازشی سرشت کی وجہ سے معتوب کر کے نکالے جاتے۔ برطانیہ سے انھیں 1290ء میں ملک بدر کیا گیا۔ ہنگری سے دو مرتبہ 1349ء اور 1360ء میں نکالے گئے۔ فرانس سے 1394ء میں، آسٹریلیا سے 1421ء میں، ہسپانیہ سے 1492ء میں،

---

[1] المائدہ، آیت:24

لتھووینیا سے 1495ء میں، پرتگال سے 1497ء میں، نورنبرگ سے 1499ء میں، ناپولی (جرمن) سے 1510ء میں اور میلان سے 1597ء میں نکالے گئے۔ امریکہ کے قیام سے سو سال قبل برازیل سے نکالے گئے۔ اسی طرح مشرقی یورپ اور روس سے نکالے ہوئے کچھ یہودی کسی طرح امـــریکہ پہنچ کر پناہ گزین ہوئے۔ اٹھارہویں صدی عیسوی میں روس سے بے دخل کیے گئے۔ یہودیوں نے سلطان عبدالحمید ثانی کے دربار میں پہنچ کر فریاد کی، جس پر انھیں سلطنت عثمانیہ نے پناہ دے دی۔ صیہونیت کے بانی "تھیوڈور ہرتزل" نے سلطان عبدالحمید ثانی کو خط لکھا جس میں اس نے یہودیوں کو فلسطین کا کچھ علاقہ دینے کے عوض ایک سو پچاس ملین پاؤنڈز دینے کی پیش کش کی۔ 15 کروڑ پاؤنڈز اُس دور کی تباہ حال معیشت کی حامل سلطنتِ عثمانیہ کے لیے ایک بہت بڑی پیشکش تھی، لیکن سلطان نے یہ پیش کش ٹھکرا کر اسے منہ توڑ جواب دیتے ہوئے کہا: ہرتزل کو مَیں نصیحت کرتا ہوں کہ آئندہ وہ اس موضوع کے بارے نہ سوچیں؛ اس لیے کہ فلسطین میری ملکیت نہیں، تمام مسلمانوں کی ملکیت ہے، اس مٹی کی خاطر میرے آباءواجداد عثمانیوں نے سینکڑوں سال جہاد کیا ہے، اس مٹی میں مسلمانوں کا خون شامل ہے۔ اللہ کی قسم اٹھا کر کہتا ہوں چھری سے میرے جسم کا گوشت کاٹنا آسان ہے، لیکن مجھے یہ گوارا نہیں کہ دیارِ اسلام سے فلسطین کو کاٹا جائے۔

پہلی جنگ عظیم کے بعد مسلم ملک البانیہ نے یہودیوں کو پناہ دی۔ 1939ء میں البانیہ پر مسولینی کا قبضہ ہوا تو اس نے یہودیوں پر زمین تنگ کر دی۔ ازاں بعد نازیوں نے البانیہ پر قبضہ کیا تو یہودیوں کو البانیہ بدر کر دیا۔ جرمنوں کی جنگ عظیم میں شکست

میں یہودیوں کی سازشوں کا بڑا ہاتھ تھا، اس پر ہٹلر نے یہودیوں کا وہ قتل عام کیا جسے بعد میں "ہولو کاسٹ" کا نام دیا گیا۔ جرمنی سے فرار ہونے والے یہودیوں کے جہازوں کو امریکہ اور یورپ سمیت دیگر ممالک نے اپنی حدود میں داخل ہونے سے روک دیا۔ پوری دنیا سے مایوس اور دربدر ہو کر یہودی فلسطین پہنچے۔ فلسطین کے لوگوں نے ان پر ترس کھا کر ان کو سر چھپانے کے لیے اپنے ہاں پناہ دی، پھر بدنامِ زمانہ "اعلان بالفور" کے ذریعے 1948ء میں فلسطین کی مقدس سرزمین پر ناجائز صیہونی ریاست اسرائیل کو جنم دیا۔ جو تب سے اب تک اپنے محسن فلسطینیوں پر ظلم و ستم کے وہ پہاڑ توڑ رہے ہیں جو نازیوں نے بھی ان پر نہیں توڑے تھے۔ فلسطینی مسلمان جس قیامت کا آج غزہ میں سامنا کر رہے ہیں یہ یہودیوں کی طرف سے فلسطین کے مسلمانوں کی خدا ترسی اور احسان کا بدلہ ہے۔

یہودیوں کی تاریخ سے یہ بات تو ثابت ہے کہ یہودی کبھی بھی مردِ میدان نہیں رہے، اب بھی یہ عیسائی بیساکھیوں پر کھڑے ہیں، انہیں بس للکارنے کی ضرورت تھی اور "حماس" کے سپوتوں نے للکار دیا ہے، ایک معرکہ بپا کرنے کی ضرورت تھی جو حماس کے مجاہدین نے کر دیا ہے۔ اب مسلمان حکمرانوں کی غیرت و حمیت کا امتحان ہے کہ وہ ان مجاہدین کے ساتھ کب کھڑے ہوتے ہیں۔ پھر دیکھیں "فضائے بدر" پیدا ہوتے ہی آسمان سے فرشتوں کا کیسے نزول ہوتا ہے!

فضائے بدر پیدا کر فرشتے تیری نصرت کو
اتر سکتے ہیں گردوں سے قطار اندر قطار اب بھی

درسِ حدیث......

شہادت ہے مطلوب و مقصودِ مومن

تحریر: مولانا محمد فاروق شریف قادری رضوی

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا:

جَاءَ رَجُلٌ مِّنْ بَنِي النَّبِيْتِ-قَبِيْلٍ مِّنَ الْأَنْصَارِ-فَقَالَ: أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَأَنَّكَ عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ. ثُمَّ تَقَدَّمَ فَقَاتَلَ حَتّٰى قُتِلَ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: عَمِلَ هٰذَا يَسِيْرًا، وَأُجِرَ كَثِيْرًا۔ [1] ”انصار کے قبیلہ بنو نبیت کے ایک شخص نے بارگاہِ رسالت مآب میں حاضر ہو کر کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی لائقِ عبادت نہیں اور آپ اللہ تعالیٰ کے عبدِ خاص اور اُس کے رسول ہیں، پھر اس (نَو مسلم) نے آگے بڑھ کر جہاد کیا، یہاں تک کہ شہید ہو گیا۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اِس (نو مسلم انصاری صحابی) نے تھوڑا عمل کیا اور اسے زیادہ اجر و ثواب عطا ہوا۔“

امام بخاری علیہ الرحمہ نے یہی واقعہ ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا: أَتَى النَّبِيَّ ﷺ رَجُلٌ مُّقَنَّعٌ بِالْحَدِيْدِ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أُقَاتِلُ أَوْ أُسْلِمُ؟ قَالَ: أَسْلِمْ ثُمَّ قَاتِلْ۔ فَأَسْلَمَ ثُمَّ قَاتَلَ فَقُتِلَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: عَمِلَ قَلِيْلًا وَّأُجِرَ كَثِيْرًا۔ [2] ”ایک مسلح شخص نے نبیِ اکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر

---

[1] صحیح مسلم، كِتَاب الْإِمَارَةِ، بَاب ثُبُوتِ الْجَنَّةِ لِلشَّهِيدِ، رقم الحدیث: 1900

[2] صحیح البخاری، کتاب الجھاد والسیر، باب عمل صالح قبل القتال، رقم: 2808

عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم! میں جہاد کروں یا اسلام قبول کروں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسلام قبول کرو، پھر جہاد کرو۔ اس شخص نے اسلام قبول کر کے جہاد کیا اور شہید ہو گیا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس کا عمل قلیل ہے، لیکن کثیر اجر و ثواب سے نوازا گیا۔"

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے انہی صحابی کا واقعہ یوں بیان فرمایا کہ اسلحہ سے لیس ایک شخص نے بارگاہِ نبوی میں حاضر ہو کر عرض کی: مجھے فرمایئے اگر میں اسلام قبول کروں تو کیا یہ میرے لیے بہتر ہو گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جی ہاں! اس نے گواہی دی کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی لائقِ عبادت نہیں اور حضرت محمد ﷺ اللہ جل جلالہ کے رسول ہیں۔ پھر اس نے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم! مجھے بتایئے اگر میں کافروں پر حملہ کر کے جہاد کروں، یہاں تک کہ شہید ہو جاؤں تو کیا یہ میرے لیے بہتر ہو گا؟ جب کہ میں نے کوئی نماز ادا نہیں کی، البتہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ جل جلالہ کے علاوہ کوئی لائقِ عبادت نہیں اور آپ اللہ جل جلالہ کے رسول ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے اثبات میں جواب دیا تو اس شخص نے کفار پر حملہ کر کے جہاد کیا، حتّٰی کہ شہید ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس نے عمل تھوڑا کیا جب کہ کثیر اجر و ثواب سے نوازا گیا۔[1]

اس واقعہ سے جہاد کی فضیلت معلوم ہوئی اور یہ بھی واضح ہوا کہ ایمان کے بغیر اچھے سے اچھا عمل بھی مقبول نہیں۔ نیز جنگ میں کفار سے مدد لینے سے منع کیا گیا ہے؛ اس لیے نبیِ اکرم ﷺ نے جہاد کرنے سے قبل مشرف باسلام ہونے کا حکم دیا۔

---

[1] سنن النسائی الکبری کتاب السیر، قتال الرجل الجماعۃ، رقم الحدیث: 8652

یہ حدیث مبارک اس بات کی بھی دلیل ہے کہ اللہ جل جلالہٗ بندوں پر فضل کرتے ہوئے تھوڑے عمل پر زیادہ ثواب عطا فرماتا ہے۔ تو یہ صحابی اسلام قبول کرنے کی وجہ سے جنت کی دائمی نعمتوں کے مستحق ٹھہرے، اگرچہ ان کا عمل قلیل تھا؛ اس لیے کہ ان کا اعتقاد تھا کہ اگر وہ زندہ رہے تو زندگی بھر مسلمان ہی رہیں گے، تو ان کے لیے یہ نیت نفع بخش ہوئی۔ ایسے ہی کافر حالتِ کفر میں مر جائے تو اس کے لیے ہمیشہ جہنم میں رہنا لازم ہو گا؛ کیونکہ اس کے کفر پر مستزاد یہ اعتقاد بھی ہوتا ہے کہ وہ زندگی بھر کافر رہے گا؛ اس لیے کہ اعمال کا مدار نیتوں پر ہے۔[1]

عبادات کی ادائیگی سے قبل جنت میں جانے والا

اس انصاری صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام قبول کرتے ہی جہاد کیا، شہادت کا عظیم مرتبہ حاصل کیا اور نماز وغیرہ عبادات ادا کرنے کی نوبت ہی نہ آئی، انھیں کے بارے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوگوں سے پوچھتے: وہ کون سا شخص ہے جس نے کوئی نماز نہیں پڑھی اور جنت میں داخل ہوا؟ جب لوگ لاعلمی کا اظہار کرتے تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے: وہ عمرو بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔[2]

شہید کی تعریف اور حکم

اصطلاحِ فقہ میں شہید اُس مسلمان عاقل بالغ طاہر کو کہتے ہیں جو بطورِ ظلم کسی

---

[1] شرح البخاری لابن بطال

[2] معرفۃ الصحابۃ، باب العین، من اسمہ عمرو

آلۂ جارحہ (زخمی کرنے والے ہتھیار) سے قتل کیا گیا اور نفسِ قتل سے مال نہ واجب ہوا ہو اور دنیا سے نفع نہ اٹھایا ہو۔

شہید کو غسل نہیں دیا جائے گا، خون سمیت دفن کیا جائے، مگر شہیدِ فقہی نہ ہونے سے یہ لازم نہیں کہ شہید کا ثواب بھی نہ پائے۔[1]

قتل ہوئے بغیر شہادت کا رتبہ پانے والے

نبیِ اکرم ﷺ کے وسیلہ سے اس امت پر ہونے والے انعامات میں سے ایک یہ ہے کہ متعدد افراد کو راہِ خدا میں جان قربان کیے بغیر شہادت کا درجہ ملتا ہے۔

احادیثِ مبارکہ میں جن افراد کو شہیدِ حکمی قرار دیا گیا ان میں سے بعض یہ ہیں: طاعون کی بیماری سے فوت ہونے والا، ڈوب کر فوت ہونے والا، جو پیٹ کی بیماری سے چل بسے، جلنے کی وجہ سے انتقال ہو جائے، جو عورت بچے کی پیدائش کے وقت یا کنوارے پن میں فوت ہو شہید ہے، جو دیوار وغیرہ گرنے سے جان بحق ہو، کسی موذی جانور کے کاٹنے یا درندے کے کاٹ کھانے کی وجہ سے فوت ہو وہ بھی شہید ہے۔ اپنی جان، مال، اہل وعیال یا کسی حق کے بچانے میں قتل کیا گیا، وہ بھی شہید ہے۔ امت کے فساد (بگاڑ) کے وقت سنت پر عمل کرنے والے کے لیے سو شہیدوں کا ثواب ہے، جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات فوت ہونے والے کو بھی شہادت کا درجہ ملتا ہے، صدقِ دل سے شہادت کی دعا کرنے والا بھی شہید ہے، چاہے بستر پہ فوت ہو۔[2]

---

[1] بہارِ شریعت، حصہ: 4، ملخصًا

[2] ماخوذ از بہارِ شریعت، حصہ: 4

علامہ محمد اقبال اور عشقِ رسول ﷺ

تحریر: حافظ محمد حسن احمد یوسفی، متعلم جامعہ نظامیہ رضویہ

علامہ محمد اقبال علیہ الرحمہ نے اپنے کردار وافکار سے نوجوانانِ اسلام کو ہمیشہ تحریک بخشی اور اُنھیں اپنے آپ کو پہچاننے اور دوسروں کی شناخت کا درس دیا۔ وہ تینوں زمانوں کو اپنی مٹھی میں قید کرنے کی قدرت رکھتے تھے اور اُنھوں نے اپنی شاعری سے نوجوانوں کے اندر عشقِ مصطفی ﷺ کی شمع کو روشن کیا۔

والدین کی تربیت

علامہ محمد اقبال کو عشق و محبتِ رسول ﷺ کی دولت والدین سے ورثے میں ملی تھی۔ اسی تربیت کا اثر تھا کہ انہیں جلوۂ دانشِ فرنگ خیرہ نہ کر سکا۔ آپ اپنی ابتدائی زندگی کا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن اُن کے گھر کسی سائل فقیر نے صدا دی، بہت ضدی فقیر تھا، بار بار کہنے کے باوجود دروازے سے نہ ہٹا، لڑکپن کا دور تھا، اِس لیے اُس فقیر کو غصے سے مارا اور سختی سے پیچھے دھکیل دیا۔ اتنے میں والدِ ماجد تشریف لائے اور فقیر کی بے بسی اور میری زیادتی پر دل گرفتہ ہو گئے اور مجھ سے فرمایا: بیٹا ذرا تصوّر کرو! قیامت کے دن حضور ﷺ کے سامنے میری پیشی ہو گی اور گدائے دردمند تیری شکایت عرض کرے گا کہ اللہ نے تجھے فرزند دیا تھا، مگر تو اُسے احترامِ انسانیت نہ سکھا سکا۔ (1)

---

[1] اقبال اور پیغامِ عشقِ رسول، ص:28۔ فتراکِ رسول، ص:67

اقبال اور شہرِ رسول ﷺ کی خاک سے محبت

حقیقی محبت محبوب سے منسوب ہر چیز سے محبت کا تقاضا کرتی ہے، اقبال نے بھی محبت کے اِس تقاضے کو کماحقہٗ پورا کیا۔ اُنھیں شہرِ رسول ﷺ کی خاک کے ذروں سے اِس درجہ عقیدت ہے کہ ذروں کو جہان کی ہر چیز پر فوقیت دیتے ہیں۔ فرماتے ہیں:

خاکِ طیبہ از دو عالم خوشتر است
اے خنک شہرے کہ آنجا دلبر است

دیارِ رسول ﷺ کی خاک کا مرتبہ دو جہان سے بلند ہے، طیبہ کتنا پیارا اور مبارک شہر ہے جہاں ہمارے آقا کریم ﷺ جلوہ فرما ہیں۔

1905ء میں لندن جاتے ہوئے جب اُن کا گزر سرزمینِ حجازِ مقدس کے قریب سے ہوا تو اپنی قلبی کیفیت کا اِظہار خط میں کچھ یوں کیا:

"اے عرب کی مقدس سرزمین! تجھ کو مبارک ہو، تُو ایک پتھر تھی جس کو دنیا کے معماروں نے رد کر دیا تھا، مگر ایک دُرِّ یتیم ﷺ نے تجھ کو وہ شرف بخشا کہ موجودہ دنیا کی تہذیب و تمدن کی بنیاد ہی تجھ پر رکھی گئی ہے۔ اے پاک سرزمین! تُو وہ جگہ ہے جہاں سے باغ کے مالک نے خود ظہور کیا؛ تاکہ وہ گستاخ مالیوں کو باغ سے نکال کر پھولوں کو اُن کے نامسعود پنجوں سے آزاد کرے۔ تیرے ریگستانوں نے ہزاروں مقدس نقوشِ قدم دیکھے ہیں اور تیری کھجوروں نے ہزاروں ولیوں اور سلیمانیوں کو تمازتِ آفتاب سے محفوظ رکھا۔ کاش! میرے بد کردار جسم کی خاک تیری ریت کے ذروں میں مل کر تیرے بیابانوں میں اُڑتی پھرے اور یہی آوارگی میری زندگی

کے تاریک دنوں کا کفارہ ہو۔ کاش میں تیرے صحراؤں میں لُٹ جاؤں اور دنیا کے تمام سامانوں سے آزاد ہو کر تیری تیز دھوپ میں جلتا ہوا اور پاؤں کے آبلوں کی پرواہ نہ کرتا ہوا اس پاک سرزمین میں جا سکوں، جس کی گلیوں میں بلال رضی اللہ عنہ کی عاشقانہ آواز گونجتی تھی۔[1]

عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے سرشار ہو کر اُنھوں نے یہ خوب صورت کلام لکھا:

لوح بھی تُو، قلم بھی تُو، تیرا وجود الکتاب
گُنبدِ آبگینہ رنگ تیرے محیط میں حباب
عالَمِ آب و خاک میں تیرے ظہور سے فروغ
ذرّۂ ریگ کو دیا تُو نے طلوعِ آفتاب
شوکتِ سنجر و سلیم تیرے جلال کی نمود
فقرِ جُنید و بایزید تیرا جمالِ بے نقاب
شوق ترا اگر نہ ہو میری نماز کا امام
میرا قیام بھی حجاب، میرا سجود بھی حجاب
تیری نگاہِ ناز سے دونوں مراد پا گئے
عقل، غیاب و جستجو عشق، حضور و اضطراب

---

[1] فتراکِ رسول، ص:69۔ اقبال اور پیغامِ رسول، ص:38

سالارِ قافلۂ اُلفت

(شخصی خاکہ: حضور امیر المجاہدین)

خاکہ نگار: مولانا پروفیسر محمد محمود احمد رضوی (TORCIA)، راولپنڈی

دارا و سکندر سے وہ مردِ فقیر اولیٰ — ہو جس کی فقیری میں بوئے اسد اللّٰہی

آئین جواں مرداں حق گوئی و بے باکی — اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

اُن سے پہلی ملاقات تو جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور میں "سالِ اوّل" میں ہوئی، مگر شرفِ تلمُّذ "سالِ دوم" میں حاصل ہوا، جب ہمیں اُن سے باقاعدہ علمِ صرف سیکھنے کا موقع ملا، یہ وہ دور تھا جب انہیں علمِ تصریف کا ماہر تسلیم کیا جانے لگا تھا۔

ابتدائی ملاقاتیں سرمایۂ زیست ثابت ہوئیں، ان کی شخصیت کچھ ایسے دل میں گھر کر گئی کہ اٹھتے بیٹھتے انہی کے نام کی مالا جپتے رہتے۔ والدِ گرامی قدر نے ایک دن ملاقات پہ انہیں میری اس نئی تبدیلی سے آگاہ کیا تو چہرۂ اقدس پہ شَفق کی سرخی چھا گئی، سحابِ حیا منڈلانے لگا، فوراً ٹھیٹھ پنجابی لب و لہجہ میں کہنے لگے: "ایہہ مینڈی تعریف کرناوے، جَھلّاوے۔" (یہ میری تعریف کرتا ہے؛ دیوانہ ہو گیا ہے) پھر کیا تھا! جوں جوں اُن کے جوہر ہم پہ کھلتے چلے گئے توں توں ہم واقعی ان کے عشق میں جَھلّے ہوتے گئے۔ یوں بھی استاذ کے کمالات طالبِ علم کے لیے سرمایۂ افتخار بھی ہوتے ہیں اور شرفِ تلمّذ کا سببِ ناز بھی۔

متوسط القامت، دُبلا بدن مگر پُر گوشت، چوڑا سینہ، اُبھرے کندھے، کشادہ پیشانی

جو عالَمِ تبسّم و جلال میں مزید پھیل جاتی ، کتھئی آنکھیں جو عالَمِ کرب و حُزن میں بھی روشن رہتیں، دورانِ کلام سرکارِ دو عالَم ﷺ کے ذکرِ جمیل پر پھیل جاتیں، جوشِ خطابت میں غَمزوں کی وہ قیامت ڈھاتیں کہ دیکھنے والے دیکھتے رہ جاتے، ناک اٹھی ہوئی سُتواں اور مناسب حد تک بلند، ہموار گوش مبارک، گوری رنگت کو سرخی کی آمیزش نے گلابی بنا دیا تھا، جب کبھی ہاتھ کی ہتھیلی پہ گال ٹیکتے تو سبزی مائل بہ سنہری رنگت گالوں پر چمکتی تھی، بازو پر گوشت، شانے بلند، پُر گوشت ہاتھوں میں متحرک سڈول انگلیاں ان پر متناسب ہلالی ناخن، دائیں چھنگلیا کے ساتھ والی انگلی میں جگ مگ جگ مگ کرتی بریلی شریف کی سبز نگینہ والی انگوٹھی، خوب صورت سرخ ہونٹوں پہ سلیقے سے تراشی گئی خَشخشی مونچھیں، ابتدائی ملاقاتوں میں ان کے بالوں میں ابھی پوری چاندی نہیں اتری تھی، سیاہی و سپیدی ایک دوسرے سے جھلکتی تھیں، گونج دار آواز اپنوں کے لیے راحتِ جان محسوس ہوتی تھی، اس کی کڑک بے گانوں کے کلیجے پھاڑ دینے کے لیے کافی تھی، یہی آواز جب کبھی مُترنم ہوتی تو دل میں تقدس کے جَل تَرَنگ بج اٹھا کرتے تھے، عالَمِ کیف و مستی چھا جاتا، اپنے بیگانے سب کے سب بے خود ہو جاتے۔

وہ حساس طبیعت اور نفیس فطرت کے مالک تھے یہی وجہ تھی کہ وہ سب کے جذبات کی قدر کرتے تھے، اپنے رفقا کی طبیعت اور مزاج پر گہری نظر رکھتے تھے، کسی کی طبع کی گرانی کے پیشِ نظر اس کا مداوا کر دیا کرتے تھے۔ جود و سخا طبیعت میں رچی و بسی ہوئی تھی۔ ملاقات کے لیے آنے والے طلبہ کو نقدی، کتب، خوشبویات کے تحائف مرحمت فرماتے رہتے تھے۔

اُن کی طبیعت میں بلا کا ٹھہراؤ تھا، اپنے معمولات کے بڑے پکے اور اپنے معاملات کے بڑے کھرے تھے، جو بات کہہ دیتے تھے کر کے دکھاتے تھے.. اور بات وہی کرتے تھے جو کر سکتے ہوں... قدرت ان پر خوب مہربان تھی، عوامی خطبات میں اردو میں اعلیٰ درجے کی مہارت اور قادر الکلامی کے باوجود ٹھیٹھ پنجابی میں خطبہ دیتے اور اس قدر پُر اثر وعظ کہتے کہ سننے والے ان کے گرویدہ ہو جاتے۔ وہ جہاں جاتے اپنا سکہ جماتے جاتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ ان کا خطبہ شروع ہونے سے پہلے ان کی مسجد سامعین سے بھر جاتی، لوگ دُور دراز کا سفر طے کر کے ان کے پاس آتے تھے۔ حافظہ و استحضار بہت اعلیٰ تھا، اثنائے وعظ طویل متونِ حدیث اور بر محل اقوال و آثار ارشاد فرماتے، شعر خوانی تو جیسے ان کی گھٹی میں رچی بسی تھی، بر محل اور ایسا جاندار شعر پڑھتے کہ مجمع پھڑک جاتا۔ استاذ کیا تھے، استاذ گر تھے، تمام عمر جوانوں کو پیروں کا استاد کرتے رہے۔ ذہن سازی کا ہنر قدرت نے ایسا کوٹ کوٹ کر ان میں بھرا تھا کہ وہ پارس کا کام کرتے، مسِ خام کو سونا اور سونے کو کندن کرتے رہے۔ جوہری ایسے تھے کہ ایک نظر میں بھانپ لیتے تھے کہ کھوٹا کیا ہے اور کھرا کیا ہے؟

ہائے کیا منظر آنکھوں کے سامنے گھوم گیا! مادرِ علمی کی وہ پہلی بالائی منزل کا ہال، ان کے آنے سے پہلے کھچا کھچ بھرا ہوتا، سب آموختہ کا اِعادہ کرنے میں مصروف ہوتے، ہر کوئی ان کی نظر میں نمایاں ہونے کے لیے اپنے تمام تر قُوٰی کا زور صرف کر رہا ہوتا، ان کی جلوہ گری پر تقدس بھری خاموشی اور پر تپاک استقبال، پھر ان کی اپنی نشست گاہ پر براجمانی، وہ ادائے دلبرانہ، وہ اندازِ خسروانہ، اُدھر نگاہِ ناز اور اِدھر نگاہِ نیاز، اُدھر

خوب صورت کٹھئی آنکھوں کی گردش اور اِدھر بسملانِ الفت۔ ان کے ایک اشارۂ چشم کے منتظر صف بہ صف بادہ کش اِذنِ مَے نوشی پاتے ہی پورے ہال میں حلقہ زن ہو جاتے، مَے خانۂ علم کا ساقی کبھی عصا ٹیکتے ہوئے اور کبھی دونوں ہاتھوں کے ساتھ گردن پر دبائے ہوئے جام گردش میں لے آتا، ساقی بھی کیا ساقی تھا! اس قدر مہربان! کہ ہر اِک مے کش کے پاس خود جلوہ گری کرتا۔ ایک دورِ جام مکمل ہونے پر دوسرا اور پھر تیسرا، جب تک سب سیر اب نہ ہو جاتے جام گردش میں برابر چلتا رہتا۔ بادہ کشوں کی تھکان کا احساس ہوتے ہوئے حلقہ بندی توڑ کر صف بندی کر دی جاتی اور پھر ساقی نشست سنبھال لیتا، اب کے ذہنوں کی ہمواری کا اہتمام ہوتا، اقبالؔ سنایا جاتا، خونِ جگر گرمایا جاتا، کبھی غزالی ورازی کے زمزمے، کبھی سیدی وسندی اعلیٰ حضرت رحمہم اللہ تعالیٰ کے قصے، جیسے ہی ذہن معمول پہ آجاتے تو فوراً سبق شروع ہو جاتا، پھر دن بھر یہی معمول جاری رہتا۔ سبق، تربیت، ذہن سازی، حوصلہ افزائی، کردار و شخصیت گری، اسلاف کے قصے، اخلاف کے افسانے... مگر خدا لگتی کہوں! دن کب گزر جاتا، احساس تک نہ ہوتا۔ تکان کا احساس تک نہ ہوتا اور جی چاہتا کہ وقت کی طنابیں کھینچ لی جائیں اور یہ لمحات زندہ و جاوید ہو جائیں، وہ دل کا لہو گرمانے میں ایسے طاق تھے کہ جذبات پر جمود طاری ہونے نہیں دیتے تھے اور توجہاتِ نیاز منداں ان سے ہٹتی ہی نہیں تھیں، چشم زدن کی غفلت سامع پر بدل خویش صدیوں کی ملامت کاری سے بھاری تھی، ان کے ساتھ نشست کی مکمل محاکات / منظر نگاری مجھ ایسے نالائق کے لیے تو ممکن نہیں البتہ کوشش کی جا سکتی ہے۔ ؎ سوئے قطار می کشم ناقۂ بے زمام را

میرے والدِ گرامی قدر یاد گارِ اسلاف مناظر اہل سنت، حضرت علامہ مفتی محمد عنایت اللہ الازہری، نقشبندی مجددی دامت برکاتہم (بانی و مہتمم جامعۃ البنات الاسلامیہ و جامعہ نظامیہ مجددیہ راولپنڈی) اگرچہ عمر میں ان سے کافی بڑے ہیں مگر عمر کے واضح فرق کے باوجود دونوں احباب کا آپس میں گہرا تعلقِ خاطر رہا۔ ہمیشہ ایک دوسرے کے لیے خیر سگالی کے جذبات کا اظہار کیا جاتا رہا۔ والد صاحب کی کہنہ سالی کے پیش نظر اکثر دعا کا فرمایا کرتے تھے، مگر ایک وقت ایسا آیا کہ والد صاحب کا تعلقِ خاطر خالص عقیدت میں ڈھل گیا اور کیوں نہ ہوتا وہ تھے ہی ایسے اپنا بنا لینے والے۔ اب والد صاحب اُنہیں دعا کا کہتے ہیں اور وہ جواباً اِنہیں دعا کا کہتے ہیں، دونوں طرف سے اصرار بڑھتا تو تان اس پر ٹوٹا کرتی کہ والد گرامی اُن سے کہتے: "آپ مقبولِ بارگاہِ مصطفوی علی صاحبہا ألف ألف تحیة ہیں، آپ یہاں بھی دُعا کریں اور بروزِ حشر بارگاہِ نبوت علی صاحبہا ألف ألف تحیة میں اس بات کی گواہی دینے کے لیے تیار رہیں کہ ہم یہاں دنیا میں تحفظِ ناموسِ رسالت کے مسئلہ پر آپ کے رفیق تھے، ہیں اور تادمِ اخیر آپ کے ساتھ کھڑے رہیں گے۔

والد گرامی قدر کہنہ سالی کے باوجود ڈی چوک، فیض آباد کے دھرنوں میں خود بھی دیوانہ وار شرکت کرتے رہے اور اولاد کو بھی پیش کیا، اس کا بھی یوں اہتمام ہوتا کہ جیسے ہی مرکز سے اعلان ہوتا تو والدِ گرامی قدر راولپنڈی سے لاہور روانہ ہو جاتے اور وہاں سے شریکِ سفر ہو کر راولپنڈی تشریف لاتے۔

وصال کی شب میں ٹارشیا میں کلاسز لے رہا تھا کہ میری خواہر نسبتی (زوجہ تیمور

رحمت صاحب) کی فون کال آئی کہ میڈیا پر جناب کی شدید علالت کی خبر چل رہی ہے۔ میں پک اپ کے بعد جیسے ہی گھر پہنچا تو ایک کہرام مچا ہوا تھا، انتقالِ پُر ملال کی خبریں گردش کر رہی تھیں، ہمارے گھر کی صورتِ حال سے اہلِ محلہ نے سمجھا کہ گھر میں کوئی فوتیدگی ہو گئی ہے، دھاڑیں نکل گئیں، اشکِ سیل بہ نکلا، ابھی یہ غوغا بلند ہی تھا کہ آپ کی طبیعت بحال ہونے کی خبر گردش کرنے لگی، بے اختیار سب کے لبوں پر یہ دعا جاری ہو گئی یا اللہ! ہماری زندگی ہمارے قائد کو عطا فرما دے، مگر یہ تسلی عارضی ثابت ہوئی، آپ کے سانحۂ ارتحال کی تصدیق ہو گئی۔

وہ لوگ جو ساری زندگی مخالفت کرتے رہے اُن کو بھی دل مَسوستے دیکھا، ہم پر تو عالمِ حیرت طاری تھا؛ کیونکہ ہمارے ساتھ ایک طرح سے اَن ہونی ہوئی تھی، ہم نے اہلِ سنت کی منزل ان کی شکل میں دیکھ لی تھی، ان کی ذات سے اس کا مستقبل تصور کر لیا تھا۔ ان کے وجودِ مسعود سے اپنے سیاسی وجود کی بقا کی راہ ڈھونڈ لی تھی۔ ہائے! ان کے سانحۂ ارتحال نے ہماری کمر توڑ دی تھی! ان کے سانحۂ ارتحال کا اثر آج بھی دل پر موجود ہے، اگرچہ ظاہری اعتبار سے وہ ہم میں موجود نہیں مگر معنوی اعتبار سے وہ آج بھی ہمارے دلوں میں موجود ہیں۔

زندگانی تھی تری مہتاب سے تابندہ تر	خوب تر تھا صبح کے تارے سے بھی تیرا سفر
مثلِ ایوانِ سحر مرقد فروزاں ہو ترا	نور سے معمور یہ خاکی شبستاں ہو ترا
آسماں تیری لحد پر شبنم افشانی کرے	سبزۂ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

طالبِ حق کے معلّم

تحریر: مولانا غلام علی رضوی، متعلم درجۂ حدیث، جامعہ نظامیہ رضویہ

آج آپ کو مَیں ایسے معلّم کے بارے میں بتاتا ہوں جس نے بہت کم عرصے میں پوری ملتِ اسلامیہ کو وہ سبق یاد کروایا جو ماضی قریب میں ایسے مؤثر انداز سے کوئی نہیں کرواسکا، وہ سبق آخری دم تک نہیں بھولے گا، آخری دم تک تو کیا قبر و حشر میں بھی نہیں بھولے گا۔ وہ سبق تحفظِ ناموسِ رسالت و ختم نبوت کا ہے۔

اس معلّم نے ہمیں بتایا کہ ناموسِ رسالت پر پہرا کیسے دینا ہے! حضور! پر قربان کیسے ہونا ہے! اُس استاذ نے بتایا قلندرِ لاہوری علیہ الرحمہ کی زبان میں:

ذرۂ عشقِ نبی از حق طلب — سوزِ صدیق و علی از حق طلب

زاں کہ ملت را حیات از عشق اوست — برگ و سازِ کائنات از عشق اوست

وہ معلّم فرمایا کرتا تھا: حضور ﷺ سے آنکھیں بند کر کے محبت کرنی ہے، کسی ایرے غیرے کی بات نہیں سننی۔ بس:

انھیں جانا انھیں مانا نہ رکھا غیر سے کام
لِلّٰہِ الْحَمْد میں دُنیا سے مسلمان گیا

یہ معلّم کون تھے؟ بچپن میں اپنے آباء واجداد کی سرزمین چھوڑ کر علمِ دین حاصل کرنے کے لیے نکلے، راستے میں بہت سی تکالیف بھی آئیں، مگر وہ ثابت قدم

رہے، جہلم میں حفظ مکمل کیا تو دینی علوم حاصل کرنے کے لیے لاہور کی سرزمین پر جامعہ نظامیہ رضویہ میں داخلہ لیا، مفتیٔ اعظم پاکستان مفتی محمد عبد القیوم ہزاروی علیہ الرحمہ کی تربیت میں رہے اور جب وہ اِس اِدارے سے ایک غیرت مند عالمِ دین بن کر نکلے تو عالمِ کفر کو ہلا کر رکھ دیا، اُنھیں دُنیا امیر المجاہدین امام خادم حسین رضوی علیہ الرحمہ کے نام سے یاد کرتی ہے۔

وہ ایسے معلّم تھے کہ جن پر اُن کے اساتذہ کو بھی فخر ہے۔ ان کے استاذِ گرامی شیخ الحدیث حضرت علامہ حافظ محمد عبد الستار سعیدی صاحب مدظلہ العالی خود فرماتے ہیں: ”مجھے لوگ کہتے ہیں: فلاں بھی آپ کا شاگرد ہے فلاں بھی آپ کا شاگرد ہے، میں کہتا ہوں مجھے کوئی فخر نہیں، جب کوئی کہتا ہے کہ امیر المجاہدین علامہ حافظ خادم حسین رضوی علیہ الرحمہ آپ کے شاگرد ہیں تو میں کہتا ہوں: مجھے اِس پر فخر ہے۔“

امیر المجاہدین علیہ الرحمہ فرماتے تھے کہ اپنے آپ کو بے غرض رکھو، عہدوں کی ہوس میں یا کسی اور ذاتی مفاد کے لیے اپنے دل کو متوجہ نہ کرو، اپنی خواہشات سے گزر جاؤ، اگر بے غرض ہو جاؤ گے تو ہر غرض پوری ہو جائے گی۔ جس کا عمل بے غرض ہے اس کی جزا کچھ اور ہے۔

جان کر مِن جملۂ خاصانِ مے خانہ مجھے — مدتوں رویا کریں گے جام وپیمانہ مجھے

اِک قیامت ڈھائے گا دنیا سے اُٹھ جانا میرا — یاد کر کے روئیں گے یارانِ میخانہ مجھے

اللہ پاک پاکستان میں نظامِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نافذ فرمائے اور امت مسلمہ پر اپنا فضل نازل فرمائے۔ **آمین یارب العالمین بوسیلۃ خاتم النبیین** صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

سالارِ شہدائے جلوسِ میلاد

تحریر: مولانا محمد عاصم محبوب رضوی

عالمِ اسلام اور اہلِ سنت و جماعت کی عظیم دینی درس گاہ جامعہ نظامیہ رضویہ کا اعزاز ہے کہ اس کے فیض یافتگان پوری دنیا میں دینی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ جامعہ کے شیوخ اور اساتذہ کی تربیت سے فضلا دین کے لیے کسی بھی قسم کی قربانی پیش کرنے سے دریغ نہیں کرتے۔ اس کی تازہ مثال ماضی قریب میں مستونگ بلوچستان سے تعلق رکھنے والے جامعہ کے ایک عظیم فاضل مولانا سعید احمد حبیبی شہید رحمۃ اللہ علیہ ہیں، کہ جن کی جان کو خطرہ تھا اور وہ اس خطرہ سے آگاہ ہونے کے باوجود اپنے آقا و مولیٰ امام الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کا چرچا کرنے کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد کے عظیم جلوس کی قیادت کرنے کے لیے پہنچے اور جامِ شہادت نوش کیا۔ ذیل میں مولانا سعید احمد حبیبی شہید کے کچھ احوال و آثار ذکر کیے جاتے ہیں۔

ولادت اور ابتدائی تعلیم

مولانا سعید احمد ولد سلطان محمد شاہوانی قصبہ ''دین گڑھ''، ضلع مستونگ، بلوچستان میں 1979ء کو پیدا ہوئے۔

آپ نے ناظرہ قرآن کی ابتدا اپنے قصبہ کے مدرسہ ''دارالسلام'' میں علامہ احمد جان رحمۃ اللہ علیہ سے کی۔ جب 1987ء میں مفتیٔ اعظم بلوچستان علامہ مولانا مفتی حبیب احمد نقشبندی دامت برکاتہم العالیہ نے جامعہ اسلامیہ نوریہ کے نام سے ایک عظیم

ادارہ قائم کیا تو شوقِ علم مولانا سعید احمد کو جامعہ اسلامیہ نوریہ کھینچ لایا، چنانچہ آپ نے تین سال تک مفتیٔ اعظم بلوچستان مولانا مفتی حبیب احمد نقشبندی کی خدمت میں رہ کر درسِ نظامی کی ابتدائی کتابیں پڑھنے کا شرف حاصل کیا۔

جامعہ نظامیہ رضویہ میں آمد

مفتیٔ اعظم بلوچستان کی صحبت سے مستفیض ہونے کے بعد ان کی اجازت سے جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور میں آگئے۔ یہاں آپ نے جن اساتذہ سے اکتسابِ فیض کیا ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں: مفتیٔ اعظم پاکستان مولانا محمد عبد القیوم ہزاروی، شرفِ ملت علامہ محمد عبد الحکیم شرف قادری، علامہ مفتی محمد رشید نقشبندی رحمۃ اللہ علیہم، ادیبِ عصر مفتی محمد صدیق ہزاروی، حافظِ ملت علامہ حافظ محمد عبد الستار سعیدی، شیخ الحدیث ڈاکٹر فضلِ حنان سعیدی دامت برکاتہم العالیہ۔

آپ نے صحیح بخاری شرفِ ملت علامہ محمد عبد الحکیم شرف قادری رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھی اور صحیح مسلم کا کچھ حصہ علامہ مفتی محمد رشید نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھا اور ان کے وصال کے بعد بقیہ حصہ مفتیٔ اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ کے پاس پڑھنے کا شرف حاصل کیا۔ مذکورہ شخصیات کے علاوہ آپ نے شیخ القرآن مفتی منظور احمد رحمۃ اللہ علیہ سے بھی اکتسابِ علم کیا۔

دورۂ تفسیر

دورۂ حدیث شریف مکمل کرنے کے بعد شوقِ علم نے آپ کا رخ جامعہ امینیہ،

فیصل آباد کی طرف کر دیا، چنانچہ اساتذہ کی اجازت سے 21 دسمبر 1997ء کو دورۂ تفسیر کے لیے فیصل آباد چلے گئے۔ آپ کی خوش نصیبی ہے کہ جب اجازت کے لیے اپنے اساتذہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو اس وقت رئیس التحریر علامہ ارشد القادری رحمۃ اللہ علیہ انڈیا سے جامعہ نظامیہ رضویہ میں تشریف لائے ہوئے تھے، چنانچہ اُنھوں نے بھی آپ کو دعاؤں سے نوازا۔

علمِ مناظرہ کورس اور مناظرہ

فرقِ باطلہ اور منکرینِ شانِ رسالت کی تردید اور انہیں میدانِ مناظرہ میں شکست دینے کے لیے آپ نے مولانا مفتی افتخار احمد حبیبی شہید رحمۃ اللہ علیہ اور اپنے دیگر احباب کے ساتھ فیصل آباد میں علامہ سعید احمد اسعد کے پاس علمِ مناظرہ کورس کیا، اس کے بعد آپ نے اپنے علاقہ مستونگ میں مناظرِ اسلام مفتی افتخار احمد حبیبی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ مل کر دیوبندیوں سے تاریخی مناظرہ بعنوان ''دُعا بعد از نمازِ جنازہ'' کیا اور مخالفین کو شکستِ فاش سے دوچار کیا۔

دینی خدمات

حسبِ ارشاد استاذ العلما شیخ الحدیث ڈاکٹر فضلِ حنان سعیدی حفظہ اللہ تعالیٰ مفتیٔ اعظم پاکستان مفتی محمد عبد القیوم ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ کی خصوصیت تھی کہ آپ اپنے پاس چند منٹ بیٹھنے والے شخص کے دل کی دنیا کو بدل دیتے تھے اور خدمتِ دین کا وہ جذبہ دیا کرتے تھے کہ اس کے بعد معاش وغیرہ کی فکر نہیں رہتی تھی۔

یہ مفتیٔ اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ کا عطا کیا ہوا جذبہ ہی تھا کہ مروجہ علومِ دینیہ سے فراغت کے بعد مولانا سعید احمد حبیبی خدمتِ دین میں مصروف ہو گئے۔ درس و تدریس کا میدان ہو یا خطابت و تقریر کا، آپ نے ہر ایک میں نمایاں خدمات سرانجام دیں۔ جب آپ اپنی مادری زبان ''براہوی'' میں خطاب فرماتے تو خاص و عام آپ کے دیوانے ہو جاتے۔ اس کے ساتھ ساتھ آپ نے معاشرتی فلاح و بہبود کے لیے بھی کام کیا۔

مفتیٔ اعظم بلوچستان نے مرکزِ اہلِ سنت جامعہ اسلامیہ خواجہ ابراہیم، مستونگ اور مدینہ مسجد کی ذمہ داری آپ کو سونپی تو آپ نے اسے بڑے اخلاص سے قبول کیا اور انتہائی خوش اسلوبی سے اسے نبھایا۔ جب آپ نے ذمہ داری سنبھالی تو اس وقت مسجد کا صحن نہیں تھا اور جامعہ کا بھی صرف ایک ہی کمرہ تھا، آپ کی کوشش سے مسجد کی توسیع بھی ہوئی، صحن کی چھت بھی ڈالی گئی اور جامعہ کے مزید کمرے بھی تعمیر ہوئے اور آپ کی دیرینہ خواہش کی تکمیل بھی ہوئی۔

2009ء میں مفتی افتخار احمد حبیبی رحمۃ اللہ علیہ کو شہید کر دیا گیا تو آپ کچھ عرصہ تک PTV بولان پر ان کے شرعی مسائل کے پروگرام کو چلاتے رہے۔

شہادت:

الحمد للہ، اللہ رب العزت نے اہلِ سنت و جماعت کو اپنی صداقت اور حقانیت پر ایسے واضح اور کثیر دلائل عطا فرمائے ہیں کہ باطل اور فتنہ پرور علمی میدان میں انہیں شکست نہیں دے سکتا۔ اہلِ باطل کا یہ وطیرہ رہا ہے کہ علمی میدان میں دلائل سے

عاجز آکر اوچھے ہتھکنڈے استعمال کرتے اور سازشیں کرتے ہیں۔

11اپریل، 2006ء کو کراچی کے نشتر پارک میں شرکائے میلاد پر بم بلاسٹ، 12جون، 2009ء کو جامعہ نعیمیہ میں خودکش دھماکا، یکم جولائی، 2010ء میں سیدی فیض عالم داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزارِ پُر انوار پر دھماکا اور اس طرح کے دیگر واقعات اس کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔

باطل پرست لوگ مولانا سعید احمد حبیبی شہید رحمۃ اللہ علیہ کو علمی میدان میں نہ ہرا سکے تو بالآخر ۱۲ربیع الاول، ۱۴۴۵ھ / 29 ستمبر، 2023ء کو جب آپ میلاد النبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے عظیم الشان جلوس کی قیادت کرنے جارہے تھے تو مقررہ مقام پر پہنچتے ہی ایک زوردار دھماکا ہوا جس میں مولانا سعید احمد حبیبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سمیت 75عاشقانِ مصطفیٰ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے جامِ شہادت نوش فرمایا۔

نمازِ جنازہ مفتیٔ اعظم بلوچستان مفتی حبیب احمد نقشبندی حفظہ اللہ تعالیٰ نے پڑھائی، نمازِ جنازہ میں ہزاروں عاشقانِ رسول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے شرکت کی۔ تدفین سے قبل مولانا سعید احمد حبیبی رحمۃ اللہ علیہ کو عمامہ شریف پہنایا گیا اوراس پر عکسِ نعلین مبارک کے بیج کو سجایا گیا تو آپ کے ہونٹوں پر تبسم کی رونق آگئی۔

نشانِ مردِ مومن با تُو گویم
چوں مرگ آید تبسم بر لبِ اوست

اور آپ کے والد محترم کے پہلو میں آپ کو دفن کیا گیا۔

آپ اس نعرہ کا مصداق بن کر اس دنیا سے تشریف لے گئے:

"غلامی رسول میں.... موت بھی قبول ہے"

اولاد

آپ نے اپنی اولاد کو بھی دین کے راستے پر لگایا۔ آپ کے چار بیٹے ہیں: مولانا یاسر احمد حبیبی، مولانا مفتی ناصر احمد حبیبی، حافظ امجد علی حبیبی اور عزیز احمد حبیبی۔

مولانا مفتی ناصر احمد حبیبی آپ کے جانشین مقرر ہوئے اور مجاہدِ اہلِ سنت پیرِ طریقت مفتی سید شجاع الحق شاہ ہاشمی نے ان کی دستار بندی کی اور فرمایا کہ آپ کے والد گرامی کا جو مشن تھا اس کی تکمیل اب آپ فرمائیں گے اور دعاؤں سے بھی نوازا۔

مولانا سعید احمد حبیبی رحمۃ اللہ علیہ کے دو بھائی ظہور احمد اور غلام جیلانی ہیں جو کہ جامعہ اسلامیہ خواجہ ابراہیم میں معاون ہیں۔

قرآنی مشابہات (پہلا پارہ)

متعدد آیاتِ قرآنیہ کے کلمات ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہیں، جس کی وجہ سے بہت مرتبہ تلاوت میں اشتباہ ہو جاتا ہے، اِس مشکل کا تراویح سنانے والے حفاظ کو بخوبی اِحساس ہے۔ جامعہ نظامیہ رضویہ کے فاضل مولانا سخاوت محمود جلالی نے اِس مشکل کو آسان کرنے کے لیے آیاتِ مشابہہ کو ترتیبِ مصحفی کے مطابق جمع کرنے کی سعی کی ہے۔ پہلے پارے کے مشابہات پیشِ خدمت ہیں۔ مزید بہتری کی تجاویز کے لیے اِس نمبر پر رابطہ فرمائیں: 0303-4860237۔ (ادارہ)

- وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ۔ (البقرۃ:2:11)
- وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا كَمَآ اٰمَنَ النَّاسُ۔ (البقرۃ:2:13)
- وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا ۔ (البقرۃ:2:91)

⟸ وَاِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا ۚ وَاِذَا خَلَوْا ۔(البقرۃ:2:14)

⟸ وَاِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا ۚ وَاِذَا خَلَا ۔ (البقرۃ:2:76)

- ▪ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰى۔ (البقرۃ:2:16)
- ▪ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ۔(البقرۃ:2:86)

- ○ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ o يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا ۔(البقرۃ:2:18)
- ○ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ o اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ۔(البقرۃ:2:106)
- ○ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ o وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ۔ (2:109)

- اِنۡ كُنۡتُمۡ صٰدِقِيۡنَ o فَاِنۡ لَّمۡ تَفۡعَلُوۡا وَلَنۡ تَفۡعَلُوۡا ۔ (البقرة:2:23)
- اِنۡ كُنۡتُمۡ صٰدِقِيۡنَ o قَالُوۡا سُبۡحٰنَكَ لَا عِلۡمَ لَنَا ۔ (البقرة:2:31)
- اِنۡ كُنۡتُمۡ صٰدِقِيۡنَ o وَلَنۡ يَّتَمَنَّوۡهُ اَبَدًا ۔ (البقرة:2:94)
- اِنۡ كُنۡتُمۡ صٰدِقِيۡنَ o بَلٰى مَنۡ اَسۡلَمَ وَجۡهَهٗ ۔ (البقرة:2:111)

⇐ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمۡ جَنّٰتٍ تَجۡرِىۡ ۔ (البقرة:2:25)

⇐ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓٮِٕكَ اَصۡحٰبُ الۡجَنَّةِ ۔ (البقرة:2:82)

- وَهُمۡ فِيۡهَا خٰلِدُوۡنَ o اِنَّ اللّٰهَ لَا يَسۡتَحۡىٖۤ ۔ (البقرة:2:26)
- هُمۡ فِيۡهَا خٰلِدُوۡنَ o يٰبَنِىۡۤ اِسۡرَآءِيۡلَ اذۡكُرُوۡا ۔ (البقرة:2:40)
- هُمۡ فِيۡهَا خٰلِدُوۡنَ o وَالَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۔ (البقرة:2:81)
- هُمۡ فِيۡهَا خٰلِدُوۡنَ o وَاِذۡ اَخَذۡنَا مِيۡثَاقَ بَنِىۡۤ اِسۡرَآءِيۡلَ ۔ (البقرة:2:82)

- اُولٰٓٮِٕكَ هُمُ الۡخٰسِرُوۡنَ o كَيۡفَ تَكۡفُرُوۡنَ بِاللّٰهِ ۔ (البقرة:2:28)
- فَاُولٰٓٮِٕكَ هُمُ الۡخٰسِرُوۡنَ o يٰبَنِىۡۤ اِسۡرَآءِيۡلَ اذۡكُرُوۡا ۔ (البقرة:2:121)

- اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيۡمُ o قُلۡنَا اهۡبِطُوۡا مِنۡهَا جَمِيۡعًا ۔ (البقرة:2:37)
- اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيۡمُ o وَاِذۡ قُلۡتُمۡ يٰمُوۡسٰى ۔ (البقرة:2:54)

⇐ فَلَا خَوۡفٌ عَلَيۡهِمۡ وَلَا هُمۡ يَحۡزَنُوۡنَ o وَالَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا ۔ (البقرة:2:38)

⇐ وَلَا خَوۡفٌ عَلَيۡهِمۡ وَلَا هُمۡ يَحۡزَنُوۡنَ o وَاِذۡ اَخَذۡنَا ۔ (البقرة:2:62)

⇐ وَلَا خَوۡفٌ عَلَيۡهِمۡ وَلَا هُمۡ يَحۡزَنُوۡنَ o وَقَالَتِ الۡيَهُوۡدُ ۔ (البقرة:2:112)

- يٰبَنِىۡۤ اِسۡرَآءِيۡلَ اذۡكُرُوۡا نِعۡمَتِىَ الَّتِىۡۤ اَنۡعَمۡتُ عَلَيۡكُمۡ وَاَوۡفُوۡا ۔

(البقرة2:40)

- يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَاَنِّيْ۔

(البقرۃ47:2)

- يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَاَنِّيْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ۔(البقرۃ:122:2)

- وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ۔(البقرۃ:43:2)
- وَّاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا ۔(البقرۃ:83:2)
- وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ ۔ (110:2)
- وَاتَّقُوْا يَوْمًا لَّا تَجْزِيْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَيْـًٔا وَّلَا يُقْبَلُ۔ (البقرۃ:48:2)
- وَاتَّقُوْا يَوْمًا لَّا تَجْزِيْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَيْـًٔا وَّلَا يُقْبَلُ مِنْهَا ۔ (123:2)

⇐ ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَاَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ o ثُمَّ عَفَوْنَا عَنْكُمْ ۔(البقرۃ:51:2)

⇐ ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَاَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ o وَاِذْ اَخَذْنَا ۔ (92:2)

- وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اِنَّكُمْ ظَلَمْتُمْ ۔ (البقرۃ:2:54)
- وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖٓ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ ۔ (البقرۃ:2:67)
- وَاِذْ قُلْتُمْ يٰمُوْسٰى لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى نَرَى اللّٰهَ۔ (البقرۃ:2:55)
- وَاِذْ قُلْتُمْ يٰمُوْسٰى لَنْ نَّصْبِرَ عَلٰى طَعَامٍ وَّاحِدٍ۔ (البقرۃ:2:61)
- وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ ۔(البقرۃ:2:62)
- وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ۔(البقرۃ:2:82)
- وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ لَا تَسْفِكُوْنَ دِمَآءَكُمْ ۔ (البقرۃ:2:83)

• وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ ۔(البقرة:2:93)

⟸ قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَا هِيَ ۔ (البقرة:2:68)

⟸ قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَا لَوْنُهَا ؕ قَالَ اِنَّهٗ يَقُوْلُ ۔(البقرة:2:69)

⟸ قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَا هِيَ ۙ اِنَّ الْبَقَرَ تَشٰبَهَ ۔ (البقرة:2:70)

▪ قَالَ اِنَّهٗ يَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ صَفْرَآءُ فَاقِعٌ لَّوْنُهَا ۔ (البقرة:2:69)

▪ قَالَ اِنَّهٗ يَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ لَّا ذَلُوْلٌ تُثِيْرُ الْاَرْضَ ۔ (البقرة:2:71)

○ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ o اَفَتَطْمَعُوْنَ اَنْ يُّؤْمِنُوْا لَكُمْ ۔ (2:74)

○ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ o اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا (البقرة:2:85)

○ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ o تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ ۔(البقرة:2:140)

• وَلَمَّا جَآءَهُمْ كِتٰبٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ ۔(البقرة:2:89)

• وَلَمَّا جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ ۔ (2:101)

⟸ قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰى قَلْبِكَ ۔ (البقرة:2:97)

⟸ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَرُسُلِهٖ وَجِبْرِيْلَ ۔ (البقرة:2:98)

▪ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ o وَلَوْ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا ۔(البقرة:2:102)

▪ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ o يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا ۔ (البقرة:2:103)

○ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۔ (البقرة:2:106)

○ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۔ (البقرة:2:107)

• مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ o اَمْ تُرِيْدُوْنَ اَنْ تَسْـَٔلُوْا رَسُوْلَكُمْ ۔(البقرة:2:108)

• مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ o اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَتْلُوْنَهٗ ۔(البقرة:2:121)

⇐ كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ مِثْلَ قَوْلِهِمْ ۔(البقرۃ:113:2)

⇐ كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّثْلَ قَوْلِهِمْ ۔(البقرۃ:118:2)

- نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَاِلٰهَ اٰبَآئِكَ اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ اِلٰهًا وَّاحِدًا۔ (البقرۃ:133:2)
- اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى ۔ (البقرۃ:136:2)
- اَمْ تَقُوْلُوْنَ اِنَّ اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطَ كَانُوْا هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى ۔(البقرۃ:140:2)

○ وَّنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ o تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ ۚ لَهَا مَا كَسَبَتْ ۔ (133:2)

○ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ o فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِهٖ ۔(البقرۃ:136:2)

- تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ ۔ (البقرۃ:134:2)
- تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ ۚ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ ۔(البقرۃ:141:2)

برکاتِ نبویہ

تحریر: حافظ حماد حسن بٹ، متعلم جامعہ نظامیہ رضویہ

کعبہ کے بدر الدجیٰ تم پہ کروڑوں درود

طیبہ کے شمس الضحیٰ تم پہ کروڑوں درود

رب تعالیٰ جلّ وعلا نے برکتوں، رحمتوں اور فضیلتوں کو اپنے مقرب بندوں کے ساتھ خاص فرمایا ہے اور اِن میں پہلا درجہ انبیائے کرام علیہم السلام کا ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے عبدیتِ الٰہ کا اقرار کرنے کے ساتھ ہی فرمایا: **وَجَعَلَنِي مُبَارَكًا أَيْنَ مَا كُنتُ**۔ "اور اس نے مجھے مبارک کیا میں کہیں بھی ہوں۔"[1]

معلوم ہوا کہ مالکِ کائنات نے خیر و برکت فقط انبیا علیہم السلام کے ساتھ ہی نہیں رکھی، بلکہ وجودِ انبیائے کرام کو مرکزِ عنایات اور مصدرِ برکات بنایا ہے۔

روح تو سب کی ہے زندہ ان کا　　　جسمِ پُر نور بھی روحانی ہے

پاؤں جس خاک پہ رکھ دیں وہ بھی　　　روح ہے پاک ہے نورانی ہے

اگر وجودِ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام مبارک ہے اور جہاں کہیں بھی آپ ہوں اُس مقام کے لیے نفع بخش ہے، تعلیمِ خیر دینے والا، رب تعالیٰ کی طرف اس کی توحید کی دعوت، عبادت کی طرف رغبت دلانے اور دعوتِ حق دینے والا ہے تو برکاتِ محمدیہ اور

---

[1] مریم 31:19

اوصافِ ذاتِ مصطفیٰ ﷺ کسی مقدار اور پیمانے میں آنے کے نہیں۔

باذن اللہ مٹی سے پرندے بنا کر اُن میں جان ڈالنا، پیدائشی نابینا کو شفا دینا، کوڑھ کے مریض کو صحت یاب فرمانا اور اذنِ الٰہی سے مردے زندہ کرنا جنابِ عیسیٰ علیہ السلام کی روشن برکات اور کھلے معجزات ہیں اور قرآنِ کریم میں مذکور ہیں۔[1] چنانچہ امام الانبیاء، سید الاولین والاٰخرین، سرورِ کائنات، مفخرِ موجودات، خاتم النبیین، حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی برکات کا کیا کہنا! جن کے بارے حضرت عیسیٰ علیہ السلام بشارتیں سناتے رہے۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نَزَلَ آدَمُ بِالْهِنْدِ فَاسْتَوْحَشَ، فَنَزَلَ جِبْرِيْلُ فَنَادٰى بِالْاَذَانِ: اَللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ، اَشْهَدُ اَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ. فَقَالَ لَهٗ: وَمَنْ مُحَمَّدٌ هٰذَا؟ فَقَالَ: هٰذَا آخِرُ وُلْدِكَ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ. یعنی جب حضرت آدم سرزمینِ ہند پر اُترے تو خود کو تنہا / وحشت زدہ محسوس کیا، اتنے میں جبریل امین نے آکر اذان سنائی: اَللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ، اَشْهَدُ اَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ، تو آدم علیہ السلام نے پوچھا: یہ محمد ﷺ کون ہیں؟ اُنھوں نے کہا: یہ آپ کی اولاد میں آخری نبی ہوں گے۔[2]

سیدنا آدم رب تعالیٰ جلّ وعلا کے نام کی معرفت تو رکھتے تھے، مگر یہ جن کے نام کا ذکر ذکرِ الٰہی سے متصل تھا اُن کا علم نہیں تھا، لیکن اُس ذکر کی برکت سے سیدنا آدم

---

[1] آلِ عمران: 49

[2] حلیۃ الأولیاء، ج:5، ص:107۔ تاریخ مدینۃ دمشق، ج:7، ص:437

پُرسکون ہوئے تو پوچھا: محمد ﷺ کون ہیں؟ چنانچہ جبریل امین نے بتایا کہ یہ آپ کی اولاد میں سب سے آخری نبی بن کر تشریف لائیں گے۔

ابھی دُنیا میں آمدِ مصطفیٰ ﷺ نہیں ہوئی تھی تب بھی برکاتِ نبویہ کا فیض جاری تھا، چنانچہ ہر زمانہ وہر قرن برکاتِ ذکرِ مصطفیٰ ﷺ سے مبارک ومنور رہا ہے۔

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے: قرآن مجید کی بعض آیات ایسی ہیں کہ جن کی تاویل نزول سے پہلے ہی ظاہر ہو چکی (جیسے پہلی امتوں کے واقعات)، بعض آیات کی تاویل زمانۂ مصطفیٰ ﷺ میں ظاہر ہوئی (جیسے سورۃ اللھب وغیرہ)، بعض کی تاویل سرکار ﷺ کے وصال کے بعد ظہور پذیر ہوئی اور بعض کی قربِ قیامت ظاہر ہوگی (قیامت کی نشانیاں وغیرہ) اور بعض ایسی ہیں جن کی تاویل روزِ محشر کو ہوگی (سزا وجزا اور جنت ودوزخ وغیرہ)۔[1]

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ اور اس جیسی آیات کی تاویل ہر زمانہ میں رہی ہے اور ہمیشہ باقی رہے گی، کوئی زمانہ برکاتِ محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام سے محروم نہیں رہا، بلکہ ہر قرن مصطفیٰ کریم ﷺ کے در کی خیرات سے منور وپُرکیف ہے۔

لکھوں اگر حضور کے احسان کم سے کم | سطحِ فلک بنے میرا عنوان کم سے کم
دریا درخت قلم دان کم سے کم | پھر جاکے لکھا جائے کہیں عنوان کم سے کم
لا ورب العرش جس کو جو ملا ان سے ملا | بٹتی ہے کونین میں نعمت رسول اللہ کی

---

[1] کتاب الفتن لنعیم بن حماد، حدیث: 38۔ شعب الایمان، ج: 6، ص: 83

بد نگاہی کے نقصانات

تحریر: مولانا محمد بلال ہمدمی، متعلم جامعہ نظامیہ رضویہ

نگاہ جس جگہ پڑتی ہیں وہیں جمتی ہے، پھر اُس کا اچھا اور بُرا اثر دل و دماغ کے ساتھ ساتھ اعصاب اور ہارمونز پر بھی پڑتا ہے، بد نگاہی سے ہارمونزی سسٹم کے اندر خرابی پیدا ہو جاتی ہے؛ کیونکہ ان نگاہوں کا اثر زہریلی رطوبت کا باعث بن جاتا ہے۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ دیکھنے سے کیا ہوتا ہے؟ سوچنے کی بات ہے کہ سبزہ اور پھول بھی صرف دیکھنے سے ہی دل مسرور اور مطمئن ہو جاتا ہے.. زخمی اور لہولہان کو صرف دیکھتے ہی تو ہیں، لیکن پریشان و غمگین اور بعض اوقات بے ہوش ہو جاتے ہیں! اگر یہاں صرف دیکھنے کے اثرات ہیں تو بد نگاہی کے بھی اثرات ماننا پڑیں گے۔

تجربات بتاتے ہیں کہ تین دن نگاہوں کو شہوانی محرکات، خوب صورت چہروں اور عمارتوں میں لگائیں تو صرف تین دن کے بعد جسم میں درد، بے چینی، تکان، دماغ بوجھل بوجھل اور جسم کے عضلات کھنچے جاتے ہیں۔ اس کیفیت کو دور کرنے کے لیے سکون آور ادویات بھی استعمال کی جائیں تو کچھ وقتی سکون ملتا ہے اور پھر وہی کیفیت۔ اس کا علاج نگاہوں کی حفاظت ہی ہے۔

بد نظری کی حقیقت

بد نظری کا حاصل یہ ہے کہ کسی غیر محرم پر نگاہ ڈالنا، بالخصوص جب کہ شہوت کے ساتھ نگاہ ڈالی جائے، یا لذت حاصل کرنے کے لیے نگاہ ڈالی جائے خواہ غیر محرم کی

تصویر کیوں نہ ہو۔ اور ایسی چیز کو دیکھنا جس سے شریعت نے روکا ہو۔

بد نظری کی ایک اہم صورت فلم بینی اور فحش تصویریں دیکھنا بھی ہے۔ یقیناً یہ ہمارے سماج کی ایک اہم برائی ہے۔ آج کل ٹیلی وژن کے ذریعہ جو پروگرام نشر کیے جارہے ہیں وہ نَو پود اور نَو خیز نسل کے لیے زہرِ قاتل ہیں۔ ٹیلی وژن کے مناظر دیکھ کر اُن کی نقالی کرنے والے اس کا بالکل لحاظ نہیں رکھ پاتے کہ ہمارا ربّ اور ہمارا خالق و مالک تنہائیوں میں بھی ہمارے اعمال سے پوری طرح واقف ہے۔

بد نظری کا گناہ اوراس کی سزا

بد نظری اپنے دامن میں گناہوں کا سمندر رکھتی ہے اوراس کی سزائیں بھی سخت ہیں۔

امام ابن جوزی علیہ الرحمہ نے ایک واقعہ نقل کیا کہ ابو عبد اللہ ابن الجلاء کہتے ہیں: میں کھڑے ہو کر ایک حسین صورت عیسائی لڑکے کو دیکھ رہا تھا تو میرے پاس سے حضرت ابو عبد اللہ بلخی علیہ الرحمہ گزرے، اُنھوں نے پوچھا: یہاں کیا کررہے ہو؟ مَیں نے کہا: چچا! آپ کا کیا خیال ہے کہ (یہ حسین) صورت (کفر کی وجہ سے) دوزخ میں جلائی جائے گی، تو انھوں نے کندھے پر ہاتھ مارااور فرمایا تم اس (بد نظری) کا وبال ضرور دیکھو گے اگرچہ کچھ مدت کے بعد۔

ابن الجلاء فرماتے ہیں کہ میں نے اس کا وبال چالیس سال بعد دیکھا کہ مجھے قرآنِ کریم بھلا دیا گیا۔ (عشقِ مجازی)

خدا کے خوف سے گناہ سے بچنے والوں کا ثواب

جو لوگ خوفِ الٰہی کے سبب گناہ سے رک جاتے ہیں اور اپنی خواہشات کا صرف اللہ کی وجہ سے گلا گھونٹ دیتے ہیں تو اُنھیں بے شمار انعامات اور ثواب سے سرفراز فرمایا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَلِمَنۡ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ۔[1] "جو شخص اپنے رب کے سامنے پیش ہونے سے خوف زدہ ہو گیا اس کے لیے دو جنتیں ہیں۔"

اس آیت کی تفسیر میں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ دو جنتیں اس شخص کو عطا فرمائی جائیں گی جس نے گناہ کا ارادہ کیا پھر اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہونے کے خوف سے گناہ کرنے سے رک گیا۔[2]

آیتِ کریمہ میں یہ بھی لمحۂ فکریہ ہے کہ انسان اپنے بچوں، اپنے شاگردوں، مریدوں اور اپنے ماتحت لوگوں کے سامنے بے حیائی اور بد نگاہی سے بچتا ہے اور جب تنہا ہو اور صرف اللہ دیکھ رہا ہو تو وہ بے حیائی اور بد نگاہی سے باز نہیں آتا، تو کیا اس سے یہ ظاہر نہیں ہو گا کہ اس کے دل میں اللہ کا اتنا خوف بھی نہیں ہے جتنا اپنے ماتحت لوگوں اور چھوٹوں کا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: تم لوگوں سے نہ ڈرو اور مجھ سے ہی ڈرو۔[3]

---

[1] الرحمٰن 46:55

[2] تفسیرِ تبیان القرآن، زیرِ آیتِ ہذا

[3] المائدۃ 44:

دار الإفتاء......

امام حسین رضی اللہ عنہ اور بیعتِ یزید

مجیب: مولانا مفتی محمد اکمل قادری رضوی

الاستفتاء: کیا فرماتے ہیں مفتیانِ کرام اس بارے میں کہ ایک خطیب نے تقریر کرتے ہوئے سیدنا امامِ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں کہا کہ جب انہیں میدانِ کربلا میں روکا گیا تو اُنہوں نے یزید کی فوج کے سامنے تین اُمور رکھے: (1) مجھے واپس جانے دیا جائے۔ (2) مجھے جہاد پر جانے دیں (3) مجھے یزید کے پاس لے چلیں، مَیں یزید کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر اس کی بیعت کرنے کو تیار ہوں (معاذ اللہ)۔

قرآن و حدیث کی روشنی میں وضاحت فرمادیں کہ ایسے شخص کے بارے کیا حکم ہے جو ممبر پر بیٹھ کر اس طرح کی باتیں بیان کرے۔ کیا اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ سائل: شفاقت علی رضوی، نارووال

الجواب: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم O تاریخ کی بعض کتب میں کچھ ایسی روایاتِ ملتی ہیں، البتہ اصول کی روشنی میں وہ مردود، جعلی، جھوٹی اور ضعیف ہیں۔ حضرتِ سیدنا امامِ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق جمہور اہلِ سنت وجماعت کا یہ موقف ہر گز نہیں کہ آپ نے یزیدِ بد کردار، ظالم کے ہاتھ پر بیعت کرنے کے لیے یزیدی فوج سے اجازت طلب کی تھی، اس لیے خطیبِ مذکور کو مردود، جعلی، جھوٹی اور ضعیف روایات کا سہارا لے کر مسلمانوں میں ایک ظالم وبد کردار شخص کی بیعت کے

حَسَن ہونے کا پیغام دینا درست نہیں۔ اگر خطیب اپنے موقف پر ہی مُصِرّ رہے تو اس کی اقتدا کرنے سے اجتناب کیا جائے؛ کہ یزید کے فضائل ومناقب بیان نہیں کرے گا مگر ناصبی، خارجی۔

محقق اہلِ سنّت مفتیٔ اہلِ سنّت علامہ مفتی شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ نے بیعتِ یزید کے حوالے سے ایک سوال کے جواب میں تحریر فرمایا: دوسری روایت بھی ہماری بد قسمتی سے کتابوں میں موجود ہے، تاریخ الخلفا میں ہے: **فلما رهقه السلاح عرض عليهم الاستسلام والرجوع والمضيّ إلى يزيد، فيضع يده في يده، فأبوا إلا قتله، فقتل**۔ جب ان کو ہتھیاروں نے گھیر لیا تو امام نے ان کے اوپر صلح پیش کی اور لوٹنے کی خواہش کی اور یزید کے پاس جانے کی؛ تاکہ اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ پر دے دیں... لیکن یہ روایت جعل اور کذب ہے اور یہ بات دشمنوں نے اڑائی ہے اور شہادت کے فوراً بعد ہی یہ خبر پھیل گئی تھی۔[1]

نوٹ: اس سے ملتا جلتا ایک ویڈیو کلپ دارالافتا جامعہ نظامیہ رضویہ میں کسی خطیب صاحب کے بارے دکھایا گیا تھا، اُس خطیب نے اپنی غیر ذمہ دارانہ گفتگو سے اعلانیہ توبہ کرلی تھی، اگر یہ استفتا اسی سنی خطیب کے بارے ہے تو خطیب کے متعلق ذکر کردہ جوابِ شرعی نافذ العمل نہ ہو گا کہ توبہ گناہوں کو مٹا دیتی ہے۔

واللہ تعالیٰ أعلم بالصواب

---

[1] فتاویٰ شارح بخاری، جلد: دوم، ص:70، مکتبۃ برکات المدینہ، کراچی

جامعہ نظامیہ رضویہ

کی خدمات پر ایک نظر

- جامعہ نظامیہ رضویہ رئیس المحدثین، امام الاتقیاء حضرت مفتی اعظم مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ کی ہمیشہ رہنے والی بے مثال یادگار ہے۔
- جامعہ نظامیہ رضویہ عرصہ 67 سال سے دینی وملی خدمات سرانجام دے رہا ہے۔
- جامعہ سے اب تک ہزاروں علمائے کرام، قاری صاحبان اور حفاظ فراغت حاصل کر چکے ہیں۔
- جامعہ کے بے شمار فضلا بلجیم، برطانیہ، امریکہ، دوبئی، جرمنی، ساؤتھ افریقہ اور دیگر ممالک میں اِشاعتِ دین کے لیے اپنی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔
- جامعہ نظامیہ رضویہ نے لاہور کے علاوہ شیخوپورہ، ایبٹ آباد اور دیگر شہروں میں بھی دینی تعلیم کے تقریباً 80 مکاتب قائم کیے ہیں۔
- اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے جامعہ میں علومِ اسلامیہ کی ابتدا سے لے کر اعلیٰ درجات تک معیاری تعلیم دی جاتی ہے، نیز عصری علوم (ریاضی، انگلش، سائنس، کمپیوٹر وغیرہ) کی تعلیم کا بھی انتظام ہے۔
- جامعہ میں 300 سے زائد مدرسین وعلمائے کرام تعلیم دے رہے ہیں۔
- جامعہ کے دارالافتاء سے مسلمانوں کی شرعی راہنمائی کی جاتی ہے۔
- جامعہ کے زیرِ اہتمام تقریباً 7000 (سات ہزار) طلبہ وطالبات کے قیام وطعام، کتب، علاج ومعالجہ اور دیگر ضروریات کا اِنتظام واِنصرام مفت کیا جاتا ہے۔
- جامعہ کی کوئی مستقل آمدنی نہیں ہے، اللہ تعالیٰ اپنے اہلِ خیر بندوں کے ذریعے دین کا یہ عظیم الشان کام لے رہا ہے۔
- جامعہ کی مالی حالت...... بوجہ مستقل ضروی اخراجات اور تعمیر کے...... اہلِ خیر کی خصوصی توجہ کی مستحق ہے۔

نوٹ

جامعہ کے منتظمین، اساتذہ اور معاونین اِن مفید اغراض ومقاصد کی تکمیل کے لئے شب وروز سرگرمِ عمل ہیں۔ جامعہ کا سالانہ میزانیہ 4,00,000,00 (چار کروڑ) سے متجاوز ہے۔

آپ اپنی گوناگوں مصروفیات سے وقت نکال کر جامعہ کی ضروریات سے مزید آگاہی کے لئے خود تشریف لائیے یا پھر گھر بیٹھے جامعہ کی ویب سائٹ کا وزٹ کیجئے

www.jamianizamiarizvia.com

E-mail:
jamianizamiarizvia@yahoo.com
jamianizamiarizvia.pk@gmail.com

Account Number of Jamia Nizamia Rizvia
MCB Shah Allam Market Lahore
Pk14 MUCB 0017 7020 1003 4610
ANJAMAN JAMIA NIZAMIA RIZVIA